حقوقِ دانش کا تعارف اور اس کے متعلقہ مسائل اسلامی تناظر میں ایک تجزیاتی مطالعہ

Introduction of Intellectual Property Rights and its related issues
An Analytical Study in Islamic Perspective

ڈاکٹر جنید اکبر (اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ ہری پور۔junaid8181@gmail.com)
ثناءاللہ (پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ عبد الولی خان مردان)

Abstract

Patents, Copyrights, Trademarks and other artistic works are declared world wide as intellectual Property of its inventor. World Intellectual Property Organization (WIPO) and Intellectual Property Origination (IPO) Pakistan are well known organizations for the safety of I.P rights. But the opinions of Islamic Scholars are divided about I.P rights. Some may consider intellectual Property rights as interpolation and modification of Knowledge that is why according to them everyone has the right of being benefited from it, because the price of metaphysical and intellectual things are not prescribed by *Sharia* or Islamic legislation. Therefore sale and purchase of rights of inventions is not permitted and it is illegal.

While on the other hand majority of the researchers or scholars consider it disrespect of knowledge, hopelessness of inventor and a key of earning profit without hardworking, if intellectual Property rights do not safeguard. This article discusses the various opinions, followed by logic based analytical study of the intellectual property rights and its related issues in Islamic perspective.

Keywords: *Intellectual Property Rights, IPO, Patents, Copyrights act*

تمہید:

اسلام نے انسانی فطرتِ سلیمہ کے لیے علم کو لازم کے درجے میں رکھا اور علمی زندگی میں فکری وابستگی کا بہت زیادہ عمل دخل ہے، کیونکہ فکر کے بعد ہی انسان اسے آگے بیان کرتا ہے۔ لہذا قرآن مجید ہمیں علم، فکر اور بیان تینوں چیزیں سکھاتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:(الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ)[1] اور فرمایا:(عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ)[2] ارشاد ربانی میں انسان پر یہ احسان جتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں قوتِ فکریہ کو پیدا فرما کر اس کو کارگر بنایا۔ اب اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنی ذہنی مستویٰ کو ہر وقت بحث و تفکیر میں رکھ کر کائنات کے سربستہ رازوں پر غور کر کے انسانیت کی بہتری کے لیے مزید ایجادات واختراعات کریں، تاکہ مخلوق خدا کو نفع ہو۔ شاید اسی لیے حدیث مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم نافع کی دعا مانگی ہے۔ فرمایا:(اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا)[3]

اس روایت میں علم کی صفت نافع بیان کی گئی، جس میں مزید کوئی قید نہیں ذکر کی۔ لہذا یہ دین ودنیا دونوں علوم کو یکساں طور پر شامل ہو گیا۔ جب کہ اس کے مقابلے میں علم غیر نافع اور علم ضار سے منع کیا گیا۔ اور اسی طرح علم ضار کی دوسری شرانگیزیوں سے بھی منع کیا گیا۔ فرمایا:(وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا)[4] اس ارشاد میں محض ظاہری درستگی کو خراب کرنے سے نہیں روکا گیا، بلکہ دوسری غیر مرئی خرابی پھیلانے کی بھی نہی فرمائی گئی۔

اسی طرح مادی اور معنوی دونوں قسم کی اصلاح کی تاکید کی، کہ زندگی کے تمام شعبوں میں اصلاحی تحریک پیدا کی جائے، تاکہ مخلوق خدا کو آرام وسکون ہو اور یہ اس وقت ممکن ہے جب علمی انداز میں فکری اختراعات اور جدید اشیاء کی

رسد تسلسل سے جاری ہو۔

قرآنی آیات اور نبوی ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام جس تمدن کی بات کرتا ہے اس سے مراد تہذیب انسانی کی وہ بلند چوٹی ہے جو اپنی ظاہری ایجادات کے ساتھ فکری اختراعات کی بھی حفاظت کرے۔

اسلامی تاریخ کے درخشاں باب کے ہر دور وعہد میں ظاہری ایجادات کی طرح فکری حقوق کی قدر و منزلت بھی ایک تابندہ ستارے کی مانند روشن نظر آتی ہے، جس میں انسانی ترقی کی شاہراہ پر مسلمانوں نے تیز و تند طریقے سے سفر کرکے اپنے دور کے ہر مذہب و فرقے کو بام عروج کی جن بلندیوں تک پہنچایا، یہ کارنامہ کہیں بھی نظر نہیں آتا۔

مسلمان حکام نے اپنے زمانے کے ہر مذہب و فرقے کے اعلیٰ وادنی کو مادی اور معنوی ترقی پر نہ صرف ابھارا بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ انہیں اعلیٰ عہدوں پر نافذ کرکے ان کو خوب عزت وقدر دی۔

اس تمہید سے یہ بات سامنے آئی کہ حقوق معنویہ کی حفاظت وقت کی ایک اہم ضرورت ہے، کیونکہ عصر حاضر میں قوموں کے نشیب وفراز کی وجہ یہی فکری ترقی ہی شمار کی جاتی ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

پاکستان میں رائج اور نافذ العمل حقوق دانش پر اسلامی تناظر میں کوئی تحقیقی کام معلوم نہیں، البتہ عربی اور اردو فتاوی جات میں مختلف حقوق مثلا: حق الشرب، حق المرور وغیرہ کے ضمن میں پراگندہ مباحث موجود ہیں۔ نیز کاپی رائٹ اور تصنیف کے حقوق کے متعلق جدید فقہاء کرام اور علماء کی مختلف کتب موجود ہیں۔ مگر وہ مخصوص پس منظر فقہی آراء کا تقابلی جائزہ ہے اور اصول فقہ کے مباحث و قواعد کی تفصیلی مباحث پر مشتمل ہے۔ بالخصوص مروجہ (IPO) دفعات کا شرعی جائزہ کے بارے میں اردو زبان میں منفرد کاوش ہے۔

البتہ ان سب دفعات کا شرعی جائزہ اور تبصرہ مختصر مقالہ میں دشوار ہے، اس لیے ٹریڈ مارک، تجارتی لائسنس، حقِ ایجاد اور سافٹ ویئر کے حقوق کے بارے میں روشنی ڈالی جائے گی۔ جس کے لیے ابتدائی طور پر حقوقِ معنویہ اور متعلقہ مباحث کو ذکر کیا جائے گا تاکہ آخر میں مذکورہ مسائل کے حکم کو سمجھنا آسان ہو۔

اس مقالہ میں حقوق معنویہ کا تعارف، مال کی تعریف میں فقہاء کرام کا اختلاف اور اس ضمن میں حقوق معنویہ کی فقہی حیثیت، اس بارے میں فقہائے کرام کی مختلف آراء، ان کے دلائل کا مختصر تجزیہ اور حقوق معنویہ کی چند اقسام کا تعارف ذکر کیا جائے گا۔

حقوق معنویہ کا تعارف

حقوقِ معنویہ سے مراد کسی عالم و ادیب کے ذہن میں موجود ملکۂ راسخہ کے نتیجے میں پیدا ہونے والا وہ ذہنی خاکہ جو کسی نئی چیز یا ایسی رائے کی بنیاد رکھے، جو اس سے پہلے کسی نے نہ دی ہو۔

اس تعریف سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

1 پہلی بات: اس سے وہ عقلی صورتیں مراد ہیں جو کسی عالم و ادیب کے ذہن میں آئیں اور ان کی طرف کسی دوسرے انسانی ذہن نے سبقت نہ کی ہو۔

2 دوسری بات: اگر کوئی نئی رائے یا نئی چیز از سرِ نو ایجاد نہ ہو، بلکہ کسی سے منقولہ بات کو اپنی رائے کہے یا ایک ایجاد شدہ چیز میں ترمیم کر کے اس کی ظاہری شکل میں تبدیلی کر دے، تو اسے حقِ معنوی نہیں کہیں گے۔

3 تیسری بات: اگر نئی رائے یا نئی ایجاد میں پہلے ایجاد شدہ چیز کے مقابلے میں کوئی اصلاحی کوشش کی گئی ہو، جس سے اس چیز کے معیار میں عمدگی اور مستویٰ میں پہلے کے مقابلے میں زیادہ بہتری آئی ہو، تو اس کو بھی نئی ایجاد کہیں گے، اس کی وجہ یہ ہے کہ پرانی ایجاد میں کوئی غلطی اور کمزوری ہو، جس میں تغیر کر کے گذشتہ نقص کا ازالہ کر دیا گیا۔

4 چوتھی بات: اسی ضمن میں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ترجمہ میں اگرچہ علمی صورت اور بنیادی مواد تو لکھے ہوئے فن کا ہوتا ہے، تاہم ترجمہ شدہ کلام میں در اصل ان معانی کو نئے قالب اور اپنی زبان میں تبدیل کرنا بھی چونکہ ایک نئی ایجاد ہے۔ کیونکہ ترجمہ نگار نے اپنے اسلوب میں جب دوسرے کے آراء کو نقل کر کے ان افکار و معانی کے لیے مناسب الفاظ کی تلاش، اچھی تعبیر اور اپنے معنوی، غیر مادی خیالات کو منقوش انداز میں بیان کر کے نئی اختراع کے ذیل میں داخل کر دیا۔

5 پانچویں بات: اس تعریف میں عالم اور ادیب کا ذکر بطورِ خاص اس وجہ سے کیا گیا تاکہ دوسرے وہ علوم جو تجربات وغیرہ سے متعلق ہوں، ان سب کو شامل ہو جائے[5]۔

حقوق معنویہ کی فقہی حیثیت

ذہنی اختراع در حقیقت غیر مرئی اور معنوی صورتوں کی حامل اشیاء کا وجود ہیں۔ مگر مفکر کی ذات میں موجود ملکۂ راسخہ کا اثر ہونے کی وجہ سے یہ خارجی اشیاء ثمرات اور منافع کے مشابہہ ہیں۔ یعنی جس طرح ثمرات منافع کی صورت

میں درخت اور اصول سے پیدا ہوتے ہیں ایسے ہی مؤلف اور موجد کے ذہنی اختراع کا ثمرہ اور نتیجہ کسی کتاب یا کسی موجود چیز میں نظر آتا ہے۔

اس اعتبار سے ذہنی اختراع بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے اور اس سے وجود میں آنے والی چیز سوچ اور فکر کا ثمرہ ہے۔ جیسا کہ میوہ درخت کا ثمرہ ہوتا ہے۔ اور وہ ثمرہ مال ہوتا ہے، تو کیا درخت کے میوے کی طرح موجد کی فکر بھی مال ہے یا نہیں ؟ سب سے پہلے مال کی حقیقت کو جاننا ضروری ہے۔

مال کی تعریف

مال کا مادہ میم، یاء اور لام یا پھر میم، واو اور لام ہے۔ پہلے مادے کی صورت میں اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کی طرف طبیعت مائل ہو[6]

اسی کو فقہاء کرام مرغوب چیز سے تعبیر کرتے ہیں اور دوسرے مادے کی صورت میں جب اس کی اصل میم، واو اور لام ہو، تو ایسی صورت میں مال کا اطلاق ان چیزوں پر ہو گا، جو ذخیرہ اور تمول کے لائق ہوں[7]۔

پہلے مادۂ اشتقاق کے اعتبار سے مال کا دائرہ بہت وسیع ہو جائے گا اور دوسرے مادۂ اشتقاق کے لحاظ سے مال کے مصداق میں تنگی رہے گی۔

حقوق مالیہ کی چند اقسام کا تعارف

انسان جن اشیاء سے مستفید ہوتا ہے وہ چند اقسام پر مشتمل ہیں:

1 پہلی قسم: "اعیان" یعنی وہ مادی اشیاء جن کا مستقل وجود ہے۔

2 دوسری قسم: وہ منافع جن کا مستقل وجود نہیں، بلکہ وہ اعیان ہی سے متعلق ہوتے ہیں، جیسے رہنے کے لیے مکان اور سواری وغیرہ۔

3 تیسری قسم: وہ انسانی ضروریات جن کا شریعت نے اعتبار کیا ہے۔

یہ حقوق مزید دو قسم پر ہیں:

i پہلی قسم: وہ حقوق جو اعیان سے متعلق ہیں، مثلاً گزرنے کا حق، پانی حاصل کرنے کا حق وغیرہ۔

ii دوسری قسم: جن کا تعلق مال سے نہیں، مثلاً ماں کو بچہ کا حق پرورش یا بیوی پر شوہر کا حق اطاعت وغیرہ۔

اعیان کے بارے میں فقہائے کرام کا اتفاق ہے کہ وہ مال ہیں اور ان کی خرید وفروخت درست ہے۔ غیر مالی

حقوق مثلا "ماں باپ کا حق پرورش وغیرہ" کے متعلق اتفاق ہے کہ وہ مال نہیں ہیں۔ منافع اور وہ حقوق جو مالی نوعیت کے ہیں، ان پر مال کا اطلاق ہوگا یا نہیں؟[8] ذیل میں اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے:

مال کے بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف

اس میں فقہائے کرام کے درمیان اختلاف ہے حضرات احناف کا قول مشہور یہی ہے کہ حقوق مال نہیں ہیں اور چونکہ بیع کے لیے مال ہونا ضروری ہے، اس لیے ان حقوق کی خرید و فروخت بھی درست نہیں۔

فقہائے کرام نے اس قسم کے جو حقوق ذکر کیے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1 حقِ مرور
2 حقِ تعلی
3 حقِ تسییل
4 حقِ شرب
5 دیوار پر لکڑی رکھنے کا حق
6 دروازہ کھولنے کا حق۔

فقہائے احناف کے مشہور قول کے مطابق یہ سارے حقوق، حقوق مجردہ ہیں جن کی بیع جائز نہیں۔ جب کہ فقہائے مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ کی کتابوں میں معروف یہ ہے کہ ان میں سے اکثر حقوق کا عوض لینا جائز ہے کیونکہ یہ حقوق ان کے نزدیک منافع اور مالی حقوق ہیں[9]۔

مال کے بارے میں فقہائے احناف کی تحقیق

مال کے بارے میں احناف کا مشہور قول یہی ہے کہ مال ہر ایسی چیز کو کہتے ہیں جو ذخیرہ کیے جانے کے لائق ہو۔ چنانچہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"والمال ما من شأنه أن يدخر للإنتفاع وقت الحاجة"[10]۔

ترجمہ: ہر وہ چیز مال ہے جس کو ضرورت کے وقت منفعت لینے کے لیے ذخیرہ کیا جاسکے۔

چونکہ حضرات حنفیہ میں متقدمین اور متاخرین فقہائے کرام میں اختلاف پایا جاتا ہے، چنانچہ امام محمدؒ نے خدمت کو مال تسلیم کیا ہے:

"ثم علی قول مُحَّد تجب قيمة الخدمة لأن المسمىٰ مال"[11]۔

ترجمہ: امام محمد (رحمۃ اللہ علیہ) کی رائے یہ ہے کہ خدمت کی قیمت واجب ہو گی، کیونکہ مسمی (مقرر کردہ) مال ہے۔

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر قسم کے منافع کو نکاح میں مہر بنانے کی اجازت بھی اس دلیل کی بناء پر دی ہے کہ منافع یا اصلا مال ہیں اور یا پھر مال کے حکم میں ہیں:

"لأن هذه المنافع أموال أو التحقت بالأموال"[12]۔

ترجمہ: کیونکہ یہ منافع اموال ہیں یا ان سے منسلک ہیں۔

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کے باب میں صراحتا منافع کو مال تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"و يجوز بيعه وهبتهسواء كان المال عينا أو منفعة عند العلماء كافة"[13]۔

ترجمہ: اور تمام علماء کرام کے نزدیک اس کو بیچنا اور ہبہ کرنا جائز ہے، چاہے وہ مال کوئی عین ہو یا منفعت ہو۔

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ نے " الہدایۃ" میں حق مرور کے بارے میں ایک روایت کے مطابق جواز کا حکم نقل فرمایا ہے[14]۔

مال کے مصداق کے بارے میں سیوطیؒ کی تحقیق

چونکہ قرآن وحدیث میں مال کا کوئی قطعی مصداق متعین نہیں ہے۔ اور جب کبھی یہ صورت حال ہو تو اس بارے میں یہ قاعدہ ہے کہ کتاب وسنت میں جس لفظ کی حقیقت کو بیان نہ کیا گیا ہو اور نہ لغت میں اس کا کوئی ضابطہ مقرر ہو، وہاں عرف کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، اس بارے میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"كل ما ورد به الشرع مطلقا ولا ضابط له فيه ولا في اللغةيرجع إلى العرف"[15]۔

ترجمہ: جس چیز کے حکم کو شریعت نے مطلق چھوڑ دیا ہو اور وہ کسی شرعی ضابطہ یا لغت کے تحت داخل بھی نہ ہو، اس کے حکم کے لیے "عرف" کی طرف رجوع کیا جائے گا)

اس لیے مال کا مصداق عرف ورواج کی روشنی میں متعین کیا جائے گا۔ اسی لیے فقہائے کرام نے بدلے ہوئے عرف کے پیش نظر ایک ہی چیز کو ایک زمانہ میں مال تسلیم نہیں کیا اور اسی کو بعد کے ادوار میں نئے عرف کے تحت مال کی حیثیت دی ہے۔ مثلا "شہد کی مکھی" کہ ابتداء فقہائے کرام نے اس کی خرید وفروخت کو منع کیا تھا۔ اس لیے کہ یہ حشرات الارض میں سے ہے، لیکن جب ان مکھیوں کی پرورش شروع ہوئی اور باضابطہ طریقہ پر ان سے شہد حاصل کیا جانے لگا، تو

فقہائے کرامؒ نے اس کو مال تسلیم کیا اور اس کی خرید و فروخت کو جائز قرار دیا۔

علامہ شلبی رحمۃ اللہ علیہ نے تبیین الحقائق کے حاشیہ میں اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"لأنه معتاد فيجوز للحاجة"[16]۔

ترجمہ: کیونکہ یہ عادت کے موافق اس لیے ازروئے حاجت جائز ہوگا

مروجہ حقوق کی مالی حیثیت

عصر حاضر میں حقوق کی بعض صورتیں بھی مال کا درجہ اختیار کر چکی ہیں وہ قابل انتفاع بھی ہیں اور بظاہر ان کے مباح نہ ہونے کے لیے بھی کوئی بنیاد موجود نہیں ہے۔ اس لیے وہ از قبیل مال ہوں گی اور ان کی خرید و فروخت جائز ہو گی۔ یہ اختلافِ زمان کے قبیل سے ہے۔

امام محمدؒ اور دوسرے فقہائے احناف مثلاً علامہ کاسائیؒ اور علامہ شامیؒ سے بھی غیر مادی اشیاء کو مال تسلیم کرنا ثابت ہے۔ اس لیے یہ نہ صرف جمہور فقہائے کرامؒ کے مسلک کے مطابق ہے بلکہ خود فقہ حنفی کے بھی خلاف نہیں۔ خود اس پر غور کرنا چاہیے کہ فقہائے کرام نے جہاں حقوق کی بیع سے منع کیا ہے وہاں "حقوقِ مجردہ" کی قید لگائی ہے۔ اس پر بھی فقہائے کرام کا اتفاق ہے کہ فقہاء کے کلام میں مفہوم مخالف کا بھی اعتبار ہے۔ اس سے از خود یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ حقوق غیر مجردہ کی بیع درست ہے اور حقوق کی بعض صورتیں "مال" ہیں یا مال کے حکم میں ہیں[17]۔

حقوق معنویہ کی خرید و فروخت کے عدم جواز کے دلائل

جب کہ دوسری طرف کبار اہل علم کی رائے یہ ہے کہ حقوق معنویہ مال نہیں۔ لہذا ان کی خرید و فروخت جائز نہیں اور نہ ہی دوسرے شخص کو اس تصرف سے منع کرنا درست نہیں ہے۔ ان حضرات کے چند دلائل یہاں ذکر کیے جاتے ہیں:

1 پہلی دلیل: حقوق معنویہ کا تعلق حقوق مجردہ سے ہے اور فقہ حنفی کی رو سے حقوق مجردہ کی خرید و فروخت اور اس کا عوض لینا جائز نہیں۔

2 دوسری دلیل: جب کسی نے کوئی چیز ایجاد کر کے دوسرے کے ہاتھ فروخت کر لی، تو اس بائع نے خریدار کو اس چیز کے جملہ حقوق اور مکمل اجزاء کا مالک بنا دیا۔ لہذا اب اگر خریدار اس میں آگے تصرف کر کے اس کی اشاعت کرنا چاہے تو اس کے جواز میں کون سا شرعی اصول مانع ہے۔

3 تیسری دلیل: ایجاد کنندہ کی چیز کو تیار کرنے سے موجد کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا، ہاں البتہ اس کا نفع کم ضرور ہوتا ہے۔ اس سے تو یہ بات سامنے آئی کہ کسی شہر میں ایک دکاندار کی دوکان موجودگی میں دوسرے دکان دار کو اسی چیز کے خرید وفروخت کے لیے دکان کھولنا جائز نہ ہونا چاہیے۔ حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں[18]۔

حقوق معنویہ کی خرید وفروخت کے بارے میں عدم جواز کے دلائل کا جائزہ

حقوق معنویہ کی خرید وفروخت کے بارے میں فقہائے کرام کے دلائل ذکر کیے گئے۔ جن کی رو سے حقوق معنویہ کی خرید وفروخت جائز نہیں تھی۔ ذیل میں دیگر فقہائے کرام کے اقوال کی روشنی میں ان دلائل کا جائزہ لینے کی کوشش کی جائے گی۔

پہلی دلیل کا جواب

جمہور فقہائے کرام کے کلام کا حاصل یہی ہے کہ جس چیز کی طرف لوگوں کا میلان ہو یا اس کو ذخیرہ کیا جاتا ہو، تو وہ مال ہے اور مال کی خرید وفروخت جائز ہے۔ چنانچہ فقہائے کرام کے کلام سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ حقوق کی خرید وفروخت کا عدم جواز بھی مانعین کے نزدیک ہر حال میں نہیں تھا بلکہ اس میں قدرے تفصیل تھی۔ جس میں بعض کا جواز وعدم جواز عرف پر مبنی تھا۔ عصر حاضر میں چونکہ حقوق معنویہ عرفی حق ہے لہذا ان حضرات کے نزدیک بھی اس کی خرید وفروخت جائز ہونی چاہیے۔

دوسری دلیل کا جواب

دنیا کا یہی دستور ہے کہ جب کسی چیز کو خرید لیا جائے تو خریدار اس کے جملہ حقوق کا مالک ہو جاتا ہے۔ لہذا اگر وہ اس کو آگے عاریت پر دے یا پھر کسی کو ہبہ کرے یا اپنے ذاتی استعمال میں لائے، تو کوئی انسان اس کے ان حقوق کا منکر نہیں۔ ہاں البتہ اس چیز میں ایسے تغیر وتبدل کرنا کہ اس سے بائع کو نقصان پہنچے، تو یہ کسی صورت میں جائز نہ ہونا چاہیے۔ جیسے حکومت وقت کے رائج پیسوں کا مالک ہونے کے بعد اس کو ہبہ کرنے، یا عاریت پر دینے یا پھر اپنے استعمال میں لانے کا کوئی بھی انکار نہیں کرتا، لیکن ایسے پیسوں کی نقل اتار کر اپنے گھر میں پیسوں کی فیکٹری لگانا کسی کے ہاں درست نہیں۔

اس سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ کسی کی ملکیت ہو جانے سے یہ ثابت ہوتا کہ خریدار بائع ہی کی طرح

اس جیسی دوسری چیز کو بنانے کا حقدار ہو۔

تیسری دلیل کا جواب

بظاہر یہی بات درست ہے کہ نفع کم ہونا نقصان نہیں لیکن منافع کا کم ہونا موجد کے جذبات پر اثر انداز ہونے والا عنصر ضرور ہے اس سے ایجادات کی کمی اور ملکی ترقی میں نقصان کا زیادہ خطرہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن ممالک میں حقوق معنویہ کا قانون لاگو ہوتا ہے وہاں ایجادات کی رغبت زیادہ ہوتی ہے اور وہ ممالک روز بروز آگے ہو جاتے ہیں اور جن ممالک میں ایسا نہیں ہوتا، تو ان ممالک کی ترقی دھیمی رفتار سے ہوتی ہے[19]۔

اب یہاں حقوق معنویہ کی چند اقسام کی تفصیل ذکر کر کی جاتی ہے:

1 ٹریڈ مارک کی بیع

عصر حاضر کے حقوق معنویہ میں ٹریڈ مارک ایک اہم مسئلہ شمار ہوتا ہے۔ ایک تجارتی ادارہ اپنا مال صارفین تک پہنچانے کے لیے اپنی بہتر کوالٹی کو کسی ادارے یا افراد کے نام رجسٹرڈ کرتا ہے۔ جب صارف اس نام اور ٹرید مارک کو دیکھتا ہے تو بہتر کوالٹی کی وجہ سے اسے خرید لیتا ہے[20]۔

اس سے مصنوعات پر تجارتی مارکہ ادارے کو اپنے صارفین کی رغبت کا اہم عنصر شمار ہونے لگتا ہے۔ اسی وجہ سے تاجروں کے ہاں ٹریڈ مارک ایک قیمتی چیز شمار ہوتا ہے کیونکہ اس سے لوگوں میں اچھی شہرت حاصل ہوتی ہے اور اس کے نام سے مارکیٹ میں دوسرے مالوں کے مقابلے میں اس کی جانب خریداروں کا جھکاؤ زیادہ ہوتا ہے۔

اس سے بعض عناصر لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے اس کا ٹریڈ مارک استعمال کر کے خراب کوالٹی پر زیادہ منافع بٹورتے ہیں۔ اس وجہ سے حکومتوں کی طرف سے ٹریڈ مارکوں کی رجسٹریشن کا سلسلہ جاری ہوا اور ایک کمپنی کے رجسٹر شدہ مارک کو دوسرے ادارے یا فرد کے لیے استعمال پر پابندی لگا دی گئی۔

عصر حاضر میں رجسٹریشن کے بعد یہ ٹریڈ مارک ایک مادی قیمت بن جاتی ہے اور مارکیٹ میں معروف و مشہور کمپنی کے ٹریڈ مارک کو اچھی قیمت سے خریدا جاتا ہے، تاکہ نام دیکھ کر زیادہ خریدار راغب ہوں گے۔

اس صورت حال میں کیا فقہی اعتبار سے ٹریڈ مارک کی خرید و فروخت جائز ہے؟ کیونکہ بظاہر لگتا ایسا ہے کہ یہ علامتی نام کوئی مادی چیز نہیں بلکہ ایک حق استعمال ہے، جو حکومتی رجسٹریشن کی وجہ سے حقدار کو بوجہ تقدم

حاصل ہوا ہے۔ لہذا یہ ایک ایسا حق ہے، جو ایک آدمی سے دوسرے آدمی کی طرف منتقل ہو سکتا ہے، لیکن یہ ایسا حق نہیں جو باقی رہنے والی مادی چیز کے ساتھ متعلق ہو۔

مذکورہ بالا کلام کی روشنی میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ٹریڈ مارک جب حکومت کے ہاں رجسٹر ہو چکا ہو اور صارفین کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ ادارہ اب فلاں کے پاس نہیں یا پھر اپنی مصنوعات کے معیار کو اس گذشتہ مالک کے معیار سے کم نہ کرے تو اس صورت میں اپنے حق کو دوسرے پر فروخت کرنے کی صورت میں اس کا عوض لینا جائز ہو گا۔

اس بارے میں مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں:

"کارخانے کا نام بھی مشابہ حق وظائف کے ہے کہ ثابت علی وجہ الاصالۃ ہے نہ کہ دفع ضرر کے لیے، اور دونوں بالفعل امور اضافیہ سے ہیں اور مستقبل میں دونوں ذریعہ ہیں تحصیل مال کے، پس اس بناء پر اس عوض کے دینے میں گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ گو لینے والے کے لیے خلاف تقویٰ ہے مگر ضرورت میں اس کی بھی اجازت ہو جائے گی"[21]۔

2 تجارتی لائسنس

تجارتی لائسنس عصر حاضر میں اکثر ممالک اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ حکومتی لائسنس کے بغیر ایکسپورٹ یا امپورٹ کیا جائے۔ موجودہ حالات میں یہ بات محل غور ہے کہ کیا جس شخص کے پاس امپورٹ یا ایکسپورٹ کا لائسنس ہو وہ دوسرے تاجر کے ہاتھ اس کو فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟

چونکہ لائسنس بذات خود کوئی مادی شئ نہیں بلکہ دوسرے ملک میں سامان بیچنے یا دوسرے ملک سے سامان خریدنے کے حق کا نام ہے۔ لہذا یہاں بھی یہی بات زیر بحث ہو گی کہ کیا یہ حق اصالۃ ثابت ہو گا جسے مال کے بدلے بیچا جائے؟ نیز حکومت کی طرف سے یہ لائسنس حاصل کرنے میں بڑی کوشش وقت اور مال صرف کرنا پڑتا ہے اور اس لائسنس کے حامل کو ایک قانونی پوزیشن حاصل ہو جاتی ہے۔ جس کا اظہار تحریری سرٹیفکیٹ میں ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے حکومت یہ لائسنس رکھنے والے کو بہت سی سہولتیں مہیا کرتی ہے اور تاجروں کے عرف میں یہ لائسنس بڑی قیمت رکھتا ہے اور اس کے ساتھ اموال والا معاملہ کیا جاتا ہے لہذا یہ بات بعید نہیں ہے کہ خرید و فروخت کے جائز ہونے میں اسے مادی اشیاء کے ساتھ شامل کر دیا جائے اور اس کی خرید

وفروخت دوسرے حقوقِ معنویہ کی طرح جائز ہو[22]۔

3 حق ایجاد

ایک عرفی اور قانونی حق ہے جو کسی کتاب، کسی نئی ایجاد یا کسی انوکھی دریافت پر اکیلے کسی شخص یا ادارے کو حاصل ہوتا ہے۔ اسی فکری حق کو وہ کسی دوسرے کے ہاتھ بیچ دیتا ہے جس سے وہ آگے نشر واشاعت اور تجارتی منافع حاصل کرنے کا حقدار ہوتا ہے۔

4 سافٹ ویئرز کے حقوق کا شرعی نقطۂ نظر سے تحقیقی جائزہ

سافٹ ویئرز کے حقوق کے عصر حاضر کا ایک بڑا مسئلہ شمار ہوتا ہے[23] کیونکہ بعض لوگوں کا معاش سی ڈیز اور سافٹ ویئرز کو فروخت کرنا ہے، تو کیا ان کا ذریعہ معاش حلال ہے یا حرام؟ یا عام صارفین کے لیے اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

اس بارے میں ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے:

"ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه"[24]۔

ترجمہ: خبردار! ظلم نہ کرو، سن لو کسی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں ہے۔

اور فقہ حنفی کی مشہور کتاب "الفتاوی الہندیۃ" میں ہے:

"كل عين قائمة يغلب على ظنه أنهم أخذوها من الغير بالظلم وباعوها في السوق فإنه لا ينبغي أن يشتري ذلك وإن تداولتها الأيادي"[25]۔

ترجمہ: ہر وہ چیز جس کے بارے میں ظنِ غالب یہ ہو کہ انہوں نے یہ چیز ظلماً لی ہے اور بازار میں فروخت کی ہے، پس اس کا خریدنا جائز نہیں، اگرچہ وہ کئی ہاتھوں میں منتقل ہوئی ہو۔

اور الدر المختار میں ہے:

"الحرمة تتعدي مع العلم بها إلا في حق الإرث"[26]۔

ترجمہ: حرام ہونے کے علم کے ساتھ وہ حرمت۔ ملک کی تبدیلی کے ساتھ۔ منتقل ہوتی رہتی ہے، سوائے میراث کے حق کے ان نصوص کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے اگر متعلقہ کمپنی نے ان پروگراموں اور سافٹ ویئرز کی بلا اجازت کاپی کر کے اس کی خرید وفروخت کو ممنوع قرار دیا ہو، تو اس ملک کے باشندے کو اس کمپنی کے خرید شدہ

سافٹ ویئرز کو ادارے کی شرائط کے بغیر اسے بیچنا اس ملک کی رو سے غیر قانونی شمار ہو گا اور کاپی رائٹ سی ڈیز اور سافٹ وئیر ز کو باقاعدہ کمپنی کی اجازت سے آگے فروخت کرنا جائز ہے لیکن بلا اجازت اس قسم کے سافٹ وئیر ز کی خرید و فروخت سے احتراز کرنا چاہیے[27]۔

خلاصہ بحث

زمانہ کی تبدیلی اور نئی ایجادات کے ظہور سے شرعی احکامات پر اثر ہوتا ہے یا نہیں؟ بعض محققین حقوق معنویہ کی تخصیص کو کتمانِ علم کہتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کے نزدیک ہر شخص کو ان سے استفادہ کا حق حاصل ہے۔ کیونکہ غیر مرئی اشیاء کی قیمت شریعت نے مقرر نہیں کی۔ لہٰذا ایجادات کے حقوق کی خرید و فروخت جائز نہیں، کیونکہ یہ مباح چیز کو فروخت کرنا ہے اور یہ جائز نہیں۔ جب کہ دوسری طرف جمہور محققین حقوق معنویہ کی رعایت نہ کرنے کو علم کی ناقدری، موجد کی ہمت شکنی اور بغیر محنت کے منافع کمانے کا گر سمجھتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کے نزدیک حقوق معنویہ کی حفاظت کو عصر حاضر کے ضروری مسائل میں شمار کیا جاتا ہے۔ حقوق معنویہ ایک حق قانونی ہے۔ موجودہ عرف میں انہیں معتبر مالی قیمت کی حیثیت حاصل ہے۔

تجارتی نام، تجارتی پتہ، ٹریڈ مارک، حق تالیف، حق ایجاد و حق اختراع سے کی گئی خرید و فروخت جائز ہے اور ان پر دست درازی کرنا درست نہیں۔ یہ حقوق قانونی حق ہونے کی وجہ سے شرعاً محفوظ ہیں۔ مالکان کا ان میں تصرف درست ہے اور خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔

دوسرے مالی حقوق کی طرح اس میں وراثت جاری نہیں ہونی چاہیے۔ ہاں البتہ جن حقوق کے بارے میں حکومتی اداروں کی جانب سے وفات کے بعد حق دیا گیا ہو، تو حکومتی قوانین کی پاسداری ضروری ہو گی۔ موجد کے ساتھ کسی بھی اشاعتی ادارے کی طے شدہ شرائط کی پاسداری لازمی ہونی چاہیے۔

حواشی و مصادر

1 الرحمن:1۔4

2 العلق: 5

3 أحمد بن حنبل،مسند أحمد،حديث أم سلمة، رقم:26521،ج14،ص140،موسسة الرسالة بيروت،الطبعة الأولى:1421ھ ۔2001م

4 الأعراف:56

5 الدرينى،فتحيالدكتور،حق الإبتكار فى الفقه الإسلامى المقارن،ص9،موسسة الرسالة بيروت،الطبعة الثانيه:1981م۔1401ھ

6 الأزهرى،محمد بن أحمد،تهذيب اللغة،باب اللام والميم،ج15،ص284،دار احياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولى:2001م۔1420ھ

7 الرازى،أحمد بن فارس،معجم مقاييس اللغة،مادة:مول،ج5،ص285،دارالفكر بيروت،الطبعة الأولى:1979م ۔1399ھ

8 زبیر اشرف عثمانی،ڈاکٹر، جدید معاشی نظام میں اسلامی قانون اجارہ، ص441،ادارۃ المعارف کراچی، طبع جدید:1427ھ۔2006

9 تقی عثمانی، فقہی مقالات،ج1،ص169، میمن اسلامک پبلشرز کراچی

10 إبن عابدين الشامى،حاشية إبن عابدين،كتاب البيوع،ج4،ص504،دارالفكر بيروت،الطبعة الأولى:1992م۔1421ھ

11 إبن الهمام محمد بن عبدالواحد،فتح القدير،باب المكاتب،فصل فى الكتابة الفاسدة،ج9،ص166، دارالفكر بيروت،طبع وتاريخ نامعلوم

12 الكاسانى،بدائع الصنائع،كتاب النكاح،باب المهر،فصل بيان ما يصح تسميته مهرا،ج2،ص279،دارالكتب العلمية بيروت،الطبعة الثانية:1986م۔1406ھ

13 ایضاً:کتاب الوصایا،فصل فی شرائط رکن الوصیة،ج7،ص352

14 إبن الھمام،فتح القدیر،باب البیع الفاسد،ج6،ص430

15 سیوطی،جلال الدین،عبدالرحمن بن أبی بکر،الأشباہوالنظائر،ج1،ص98،دارالکتب العلمیة بیروت،الطبعة الأولیٰ:1411ھ ۔1990م

16 الشلبی،أحمد بن محمد،حاشیة الشلبی علی تبیین الحقائق،باب البیع الفاسد،ج4،ص49،المطبعة الکبریٰ الأمیریة بولاق القاھرة مصر،الطبعة الأولیٰ: 1313ھ ۔1893م

17 خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا، قاموس الفقہ،مادة: مال،ج5،ص54،زمزم پبلشرز کراچی، طبع اول: 2007م

18 محمد شفیع، مفتی،جواھر الفقه،إباحة التقطیف من ثمرات الصنعة والتألیف،ج4،ص577،مکتبہ دارالعلوم کراچی، طبع جدید: 1431ھ۔2010م

19 عجیل جاسم النشمی،ڈاکٹر،بیع الإسم التجاریجامعه الکویت کلیه الشریعة والدراسات الإسلامیة،ج2، ص10395،مجلة مجمع الفقة الإسلامی

20 Silvia Beltrametti,"The Legality of Intellectual Property Rights under Islamic Law", retrieved from: http://www.digitalislam.eu/article.do?articleId=2729, on 05-02-2017

21 تھانوی، اشرف علی مولانا، امداد الفتاوی،ج3،ص87، مکتبہ دارالعلوم کراچی

22 تقی عثمانی،بحوث فی قضایا فقھیة معاصرة بیع الحقوق المجردة،ج1،ص121، دارالقلم دمشق، الطبعۃالثانیۃ:1424ھ۔2003م

23 Ezieddin Mustafa Elmahjub, Protection Of Intellectual Property In Islamic Shari'a And The

Development Of The Libyan Intellectual Property System, PhD dissertation submitted to . Faculty of Law, Queens Land University of Technology, 2014, P: 57

24 الخطیب، محمد بن عبداللہ ،مشکاۃ المصابیح، رقم:2946، ج2،ص889، المکتب الإسلامی بیروت، الطبعة الثالثة:1985م۔1405ھ

25 لجنة العلماء برئاسة نظام الدين البلخی،الفتاوی الهندية،ج5،ص346،دارالفكر بيروت، الطبعة الثانية:1310ھ

26 ابن عابدین الشامی، حاشیۃ ابن عابدین، ج5، ص96

27 دیکھئے: دارالإفتاء والقضاء الجامعة البنورية العالمية، فتویٰ نمبر12277، 30/5/2011۔